مولانا سعید الحق جدون*

امام بخاریؒ کے تدریسی منہج کے اصول

امام بخاریؒ امت کے ان عظیم محسنوں میں سے ہیں جن کی محنت کے پھل سے آج بھی امت مسلمہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ان کا پورا نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی بخاری، کنیت ابوعبداللہ اور لقب بخاری ہے۔۱۳شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔

امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ دیا تھا۔علم میں ملکہ تامہ عطا فرمایا تھا۔مطالعہ ان کے دل و دماغ کی غذا تھی۔درس و تدریس ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی، علمی مشاغل ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، پوری عمر حدیث پڑھی اور پڑھائی، حدیث لکھی اور دوسروں کو لکھوائی۔احادیث میں انتہائی مہارت کی وجہ سے اس فن کے امام جانے جاتے ہیں۔جو ہستی احادیث کی تدریس میں امامت کے بلند رتبے پر فائز ہو، عظیم محدث ،بلند پایہ مربی واتالیق اور منجھے ہوئے استاد بلکہ استاد الاساتذہ ہو،ان کی تدریسی تجربات تعلیمی میدان میں ایسی حیثیت رکھتی ہیں جیسے ادب میں ضرب الامثال، گویا امام بخاریؒ جیسے مثالی استاد کے تدریسی اصول و قواعد تعلیمی میدان میں معلمین اور متعلمین کے لئے قابل تقلید نمونے ہیں۔

اس لئے اس وقت کا تقاضا ہے کہ ہم امام بخاریؒ جیسے مثالی استاد کے تدریسی منہج اوراصول کے بارے میں تحقیق کریں، تاکہ دینی وعصری تعلیمی اداروں کے معلمین امام بخاریؒ کے تدریسی منہج اوراصول وقواعد سے باخبر ہوجائیں اوران اصولوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے تدریسی اسلوب کو بہتر بنا کر طلبہ کو موثر انداز میں تدریس کریں۔اس آرٹیکل کا طلبہ کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ جان لیں گے کہ ہم استاد کی تدریس سے کس طرح بہتر انداز میں مستفید ہوسکیں گے۔ معلمین، متعلمین اورعوام الناس اس مقالے سے یہ استفادہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح پڑھاتے تھے، جو ہستی معلم انسانیت ہو، اس کے بتائے ہوئے طریقے، ان کے تدریسی اصول اور منہج سے زیادہ سہل ، مفید اورموثر اسلوب کہاں ملے گا؟ اس لئے اس مقالے میں امام بخاریؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''صحیح بخاری''میں ''کتاب العلم'' سے ان کے تدریسی منہج کے اصول وقواعد پیش کئے جاتے ہیں۔

---

* فاضل دارالعلوم حقانیہ، مدرس جامعہ رحمۃ للعالمین منگل چائی ،ٹوپی صوابی

درس سے پہلے طلباء کے علمی شوق کو ابھارنا

امام بخاریؒ کی تعلیمی نظریات کے مطابق معلم سب سے پہلے شاگردوں کو سبق کی طرف راغب کرے گا۔ان کے علمی شوق کو مختلف فضائل اور سابقہ علمی واقفیت سے ابھارے گا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے باب باندھا ہے۔باب فضل العلم (۱) اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ معلمین اور متعلمین علم کی فضیلت واہمیت کو دیکھ کران میں علمی شوق اور جذبات پیدا ہوجائے۔

درس کے درمیان سوال نہ پوچھنا

معلم سے درس کے دوران اگر شاگرد کوئی سوال پوچھے تو معلم اپنے درس کو پورا کرلے اور بعد میں جواب دے درس کے درمیان پوچھنا آداب گفتگو کے خلاف ہے' شاگرد کواس دوران نہیں پوچھنا چاہیے اگر کسی شاگرد نے غلطی سے پوچھ لیا تو استاد کا درس کے درمیان جواب نہ دینا قابل ملامت بات نہ ہوگی۔

امام بخاریؒ نے اس قاعدے کے اثبات کیلئے حدیثِ اعرابی کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔اعرابی نے بیان کے درمیان آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے بیان ختم ہونے کے بعد سائل کے سوال کا جواب دیا۔

یہاں یہ قید ملحوظ رکھی جائے کہ سوال اہم ضروری اور پوری نوعیت کا نہ ہو، اگر ایسا ہو تو فوراً سوال کرنے کی گنجائش ہے اور معلم کو فوری طور پر جواب دینا چاہیے۔(۲) جیسا کہ رسولؐ سے خطبے کے دوران ایک دیہاتی نے سوالات کئے۔آپؐ خطبہ دینے والی کرسی سے نیچے اترے اس دیہاتی کو جوابات دیئے اور خطبہ مکمل کیا۔(۳)

سائل کو نہ جھڑکنا

مذکورہ حدیث اعرابی اور ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ استاد کو یہ ادب سکھلا رہا ہے کہ اگر اشتغال کے وقت اس سے سوال کیا جائے تو سائل کو زجر کرنے اور جھڑکنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنا کام پورا کرے، اس کے بعد سائل کا جواب دیں، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے:(۵)

طلباء کے استفسار پر ناراض نہ ہونا:

حدیثِ اعرابی میں سائل اضاعتِ امانت کا مطلب نہ سمجھ سکا ، اس نے کہا کیف اضاعتہا؟(۶) اس سے معلوم ہوا کہ اگر متعلم کی سمجھ میں بات نہ آئے تو وہ استفسار کرسکتا ہے اوراس کے استفسار پر معلم کو ناراض نہیں ہونا چاہیے، البتہ اگر سوال کا مقصد امتحان لینا ہو تو پھر ناراضگی بجا ہے(۷)

بلند آواز سے درس دینا

معلم کو بلند آواز سے درس دینا چاہیے۔بعض اوقات اساتذہ دھیمی آواز سے درس دیتے ہیں، جس

کی وجہ سے طلباء کو سننے میں دقت پیش آتی ہے۔یا سرے سے سنتے ہی نہیں۔اس بات کی تائید کیلئے امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ کی روایت پیش کی: وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔نماز کا وقت ہونے کی وجہ سے ہم جلدی جلدی وضو کر رہے تھے۔تو ہم ہاتھ سے پاؤں پر پانی پھیرنے لگے۔آپؐ نے پکار کر فرمایا" ایڑھیوں کے لئے آگ سے خرابی ہے" دومرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا (۸) گویا اس حدیث سے امام بخاریؒ اساتذہ کو ادب سکھلا رہے ہیں کہ علمی بات بلند آواز سے بیان کرے تاکہ سب لوگ سن سکیں۔(۹)

تدریس کو دلچسپ بنانا

تدریس کو دلچسپ بنانا چاہیے، اساتذہ اگر تشحید اذہان کے طور پر کوئی مسئلہ طلبہ کے سامنے پیش کرنا چاہے تو کرسکتے ہیں، کوئی مضائقہ نہیں۔(۱۰) امام بخاریؒ نے استدلال کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل پیش کیا ہے جس کی روایت ابن عمرؓ نے کی ہے: فرماتے ہیں کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے خزاں میں نہیں جھڑتے ہیں وہ درخت مومن کی طرح ہے۔مجھے یہ بتائے کہ وہ کونسا درخت ہے لوگوں (کا دھیان) جنگلی درختوں پر پڑ گیا۔عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن مجھے شرم آئی کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہوں۔تو صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سا درخت ہے۔آپؐ نے فرمایا وہ کھجور ہے"(۱۱)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ تدریس کو دلچسپ بنانے کے لئے بعض اوقات موقع کی مناسبت سے مثال دینا اور کبھی کبھار طلباء سے پوچھنا چاہیے۔

طلباء کی علمی آزمائش کرنا

امام بخاریؒ نے اس عنوان سے باب قائم کیا ہے "باب طرح الامام المسئلة علی صحابه لیختبر ماعندهم من العلم"(۱۲) یعنی ایک استاد اپنے رفقاء کی علمی آزمائش کے لئے کوئی سوال کرے، اس عنوان کے تحت امام بخاریؒ نے وہی مذکورہ ابن عمرؓ کی کھجور والی روایت بطور استدلال پیش کی ہے۔گویا یہ حدیث مکرر ہے، مگر عنوان الگ الگ ہے، اور سند بھی جدا ہے۔پہلے باب میں تدریس کو دلچسپ بنانے کے لئے بطور مثال اس حدیث کو پیش کیا گیا جبکہ اس باب میں طلبہ کی ذہنی، صلاحیت کا اندازہ لگانے کیلئے لائی گئی ہے ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ استاد کو چاہیے کہ کبھی کبھی طلبہ کا امتحان لے تاکہ استاد کو کلاس میں طلبہ کے علمی معیار کا اندازہ ہو سکے، اساتذہ کا اپنے شاگردوں سے سوالات کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بہتر ہے تاکہ تلامذہ بیدار رہیں اور غفلت میں وقت ضائع نہ کریں۔(۱۳)

تدریس کے طریقے

امام بخاریؒ تدریس کے دو طریقوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک یہ کہ استاد درس دے اور شاگرد سنے، اور دوسرا یہ کہ شاگرد عبارت پڑھے اور استاد سنے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے عالم کے سامنے قراۃ پر ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا'' کہ اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' تو یہ گویا رسولؐ کے سامنے پڑھنا ہے اور ضمام نے اس بات کی اپنی قوم کو اطلاع دی، اور ان کی قوم نے اس خبر کو کافی سمجھا۔ (۱۴)

کلاس روم کے آداب

باب من قعد حیث ینتھی به المجلس (۱۵) میں امام بخاریؒ کلاس روم کے دو آداب بتلا رہے ہیں ایک یہ کہ اگر کلاس روم میں طلبہ زیادہ ہوں تو جہاں جگہ ہے، وہیں بیٹھ جائیں اور اگر قریب بیٹھنے کی خواہش ہو تو پہلے آیا کرے اور دوسرا یہ کہ اگر پہلے بیٹھنے والے اس طرح ہو کہ اگلی صف میں یا بیچ میں جگہ خالی ہو تو پھاند کر آگے جا سکتا ہے اگرچہ تخطی رقاب سے منع کیا گیا ہے تاہم یہ اس لئے جائز ہے کہ پہلے سے بیٹھنے والوں نے ہی خود بے تمیزی کی کہ آگے جگہ خالی چھوڑ دی۔ (۱۶)

اپنے ضابطے میں سے کم درجہ کے لوگوں سے علم حاصل کرنا

باب قول النبی رب مبلغ اوعی من سامع سے امام بخاریؒ یہ تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم بڑا فہیم و ذکی ہو اور استاد اس جیسا ہوشیار نہ ہو تو اس کو اس استاد سے استنکاف فی طلب علم نہیں کرنا چاہیے کہ میں تو اتنا فہیم ہوں۔ بھلا میں اس سے علم حاصل کروں، ایسا ہرگز نہ کریں کیونکہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے'' رب مبلغ اوعی من سامع'' (۱۷) بسا اوقات وہ جسے حدیث پہنچائی جائے براہ راست سننے والے سے زیادہ حدیث کو یاد رکھتا ہے (۱۸) اس باب میں یہ ترغیب دینا ہے کہ اپنے سے کم سے بھی علم حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بلا امتیاز ہر کسی کو پڑھانا چاہیے

''رب مبلغٍ اوعی من سامع سے ایک بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ معلم کسی کو پڑھانے سے انکار نہ کرے ہر کسی کو پڑھائے، کیا معلوم کون زیادہ سمجھنے والا ہے۔ بعض اوقات شاگرد سمجھ بوجھ کے لحاظ سے اپنے استاد سے آگے نکل جاتا ہے اور وہ اس سبق سے ایسے فوائد اور معلومات کا ادراک کرتا ہے جو استاد نہ کر سکتا ہو تو رب مبلغٍ میں اس طرف اشارہ ہے۔

درس و تدریس کے بغیر محض مطالعہ سے علم حاصل نہیں ہوتا

ترجمۃ الباب کے تحت فرمان نبویؐ "انما العلم بالتعلم" (۲۰) سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علم تعلّم سے حاصل ہوگا۔ محض مطالعہ سے کوئی عالم نہیں بن سکتا۔ استاد سے باضابطہ تعلیم حاصل کرنا چاہیے: یہ بالکل دھوکہ ہے کہ صرف کتب وشروح دیکھ کر بغیر استاد سے پڑھے علم حاصل ہوسکتا ہے: (۲۱) اس حدیث کی بناء پر فقہاء نے لکھا ہے کہ جو آدمی ماہر ارباب فتویٰ سے تربیت مکمل کئے بغیر صرف کتابیں دیکھ کر فتوے دے اس کی بات کا اعتبار نہیں کرنا۔ (۲۲)

تدریس میں تدریجی طریقہ

امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت علماء ربانین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

ویقال الربانی الذی یربی الناس بصغار العلم قبل کبارہ (۲۳)

ربانی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی علمی تربیت کرے گویا ان الفاظ سے امام بخاریؒ کی تدریسی منہج کے وہ اصول معلوم ہو رہے ہیں کہ تدریس میں اجمال سے تفصیل، آسان سے مشکل اور کم سے زیادہ کی طرف آہستہ آہستہ سکھا دیں۔ تدریس میں اہم بات یہ ہے کہ استاد اپنے شاگردوں کو علم کے پیچیدہ مسائل میں شروع سے نہ الجھا دیں کہ وہ انھیں میں پھنس کہ رہ جائے بلکہ آسان چیزیں پہلے ہی سکھا دیں تا کہ شاگردوں کے اندر علم سے محبت بڑھے اور ان کے حوصلے میں اضافہ ہو (۲۴)

تدریس میں طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھنا

ایک معلم کو طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے سبق پڑھانا ضروری ہے، تدریس میں نہ اتنی طوالت ہو کہ طلبہ میں بوریت پیدا ہو اور نہ اتنی اختصار ہو کہ غبی طلبہ نہ سمجھ سکیں۔ امام بخاریؒ اس نے طرف اشارہ کرتے ہوئے باب قائم کیا ہے ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفر یعنی نبی کریمؐ لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے نصیحت فرماتے اور تعلیم دیتے تا کہ ان کو ناگوار نہ گزرے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا "آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ (۲۶) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچھ دن نصیحت فرمانے کیلئے مقرر کر دیتے تھے۔ ہمارے پریشان ہو جانے کے خیال سے (۲۷) یعنی آپ ہر روز نصیحت نہ فرماتے"

تدریس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاد سبق پڑھاتے وقت کچھ لطیفے یا اشعار وغیرہ بھی سنا دیا کرے، اس طرح ذہن تروتازہ ہو جاتا ہے اور طلبہ بیزاری اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرمایا کرتے تھے۔ (۲۸)

تدریس میں طلبہ کی گروہ بندی کرنا

فهم فی العلم (۲۹) سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ لوگ فہم فی العلم میں مختلف ہوتے ہیں، کوئی ذہین تو کوئی متوسط اور غبی لہٰذا استاد کو سب کی رعایت کرنی چاہیے ایک اچھے معلم کی یہ خوبی ہے کہ وہ ان تین قسموں میں گروہ بندی کرے اور ہر ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ پڑھائے، یا ایک لیکچر دے لیکن ان میں سے ان تینوں قسم کے طلبہ کے معیار کا خیال رکھا جائے۔

تعلیم بالغاں

تفقهوا قبل ان تسودوا (۳۰) سردار بنائے جانے سے پہلے تفقہ حاصل کرو یا یہ سواد الحیه سے ماخوذ ہے، بالوں کی سفیدی سے پہلے علم حاصل کرو (۳۱)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس قول سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سیادت کے بعد علم نہ حاصل کیا جائے۔ وقد تعلم اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فی کبر سنهم (۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصحاب نے کبر سنی میں تعلیم حاصل کی ہے۔ لہٰذا ادھیڑ عمر والوں کیلئے ان کی کبر سنی میں علم حاصل کرنے سے مانع نہیں، ان کو بھی پڑھانا چاہیے۔

طلبہ کے درمیان مکالمہ کا اہتمام کرانا

امام بخاریؒ نے قصہ خضرؑ و موسیٰ میں حضرت ابن عباسؓ اور حربن قیسؓ کا مناظرہ ذکر کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ حربن قیسؓ کے مقابلہ میں جیت گئے۔ (۳۳) اس سے امام بخاریؒ کی تدریسی منہج کے یہ اصول مستنبط ہو رہے ہیں کہ استاد بعض اوقات طلبہ کے درمیان کلاس روم میں کسی موضوع پر مباحثہ کرائے تاکہ طلبہ کی دلچسپی پیدا ہو جائے اور سبق سننے کے لئے بیدار ہو جائے۔

لیکچر دیتے وقت مثال دے کر طلبہ کو سمجھانا

امام بخاریؒ نے باب من عِلم و علّم میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر خوب برسے، بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت سبزہ اور گھاس اُگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے' اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے' وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑا وہ بالکل چٹیل میدان ہی تھے' نہ پانی کو روکتے ہیں اور نہ سبزہ اُگاتے ہیں تو یہ مثال ہے اس شخص کی جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دیا۔ اس کو اس چیز نے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں' جس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی

مثال جس نے سر نہیں اٹھایا' جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔[۳۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علم و حکمت عطا فرمایا اس کو آپؐ نے بڑی اچھی مثال سے واضح فرمایا کہ تین طبقے ہیں۔ ایک طبقہ ایسا ہے جس نے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی پہنچایا۔ دوسرا طبقہ وہ ہے' جس نے خود تو فائدہ نہیں اٹھایا مگر دوسرے اس سے مستفید ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں بہرحال بہتر ہیں' پہلی کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے لیکن تیسری جماعت وہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر کان ہی نہ دھرا۔ وہ سب سے بدتر جماعت ہے۔[۳۷]

اس روایت سے امام بخاریؒ کی تدریسی طریقہ کار کا اندازہ ہوتا ہے کہ لیکچر دیتے وقت طلبہ کو سمجھانے کے لئے مثال دینا چاہیے۔ جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو سمجھانے کے لئے مثال دیتے تھے کیونکہ بعض اوقات ایک مثال ہزار الفاظ سے بہتر ہوتی ہے۔

طلبہ کو ہوم ورک دینا

امام بخاریؒ کا نظریہ یہ ہے کہ معلم فقط پڑھانے پر اکتفا نہ کرے بلکہ اسباق کو طلبہ سے یاد کرائیں اور دوسروں تک منتقل کرنے کی ترغیب دیں تاکہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ اہل علم اور مدرسین کو چاہیے کہ متعلم کو اسباق یاد کرنے اور ان اسباق کی تبلیغ کرنے کی تاکید میں قصور نہ کریں۔[۳۸]

دوران تعلیم غصہ کرنا

امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے باب الغضب فی الموعظة والتعلیم[۳۹]

اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ یسروا و لا تعسروا اور ان جیسی روایات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تعلیم و تدریس میں غضب کی گنجائش نہیں ہے بلکہ بعض مواقع میں غضب اور شدت نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔[۴۰]

تدریس میں اعتدال پسندی

تدریس میں اعتدال سے کام لینا چاہیے' تدریس جب طویل ہو تو طلبہ میں تھکان اور بوریت پیدا ہوجاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ ایھاالناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف[۴۱] "اے لوگو! تم لوگ نفرت پھیلاتے ہو' جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے' وہ تخفیف کرے" اس جملے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ استاد اتنا طویل لیکچر نہ دے جس سے طلبہ میں نفرت پیدا ہو۔

کلاس میں بیمار اور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھنا

اس غرض کے لئے امام بخاریؒ نے مذکورہ کتاب الصلوۃ والی روایت کتاب علم میں لائی ہے جس

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام کو طویل نماز سے بچنے کی تنبیہ ان الفاظ میں فرمارہے ہیں۔

فان فیھم المریض و الضعیف و ذالحاجة (۴۲)

اس لئے کہ ان نمازیوں میں بیمار، کمزور اور حاجت مند لوگ ہیں۔ کتاب علم میں اس روایت سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ کلاس روم میں استاد کو چاہیے کہ وہ بیمار کمزور اور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھے۔

رک رک کر درس دینا:

امام بخاریؒ کا تدریسی منہج یہ ہے کہ استاد لیکچر ہمیشہ رک رک کر سمجھاتے ہوئے واضح الفاظ میں دے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے باب قائم کیا ہے من اعاد الحدیث ثلاثا لیفھم عنه (۴۳)

اس باب میں انہوں نے استدلال کے لئے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے:

انه اذا تکلم بکلمة تکلم ثلاثا لیفھم عنه (۴۴)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تھے تا کہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ حضورؐ کی ہر جگہ تکرار کی عادت نہیں تھی بلکہ یہ تکرار وہاں ہوتی جہاں افہام کی ضرورت پیش آتی۔ مثلاً یہ کہ آپ کو اندیشہ ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ سن کر بات ذہن نشین نہیں ہوئی یا آپؐ اس موقع پر تکرار فرماتے جہاں ابلاغ و تعلیم مقصود ہو یا کہیں مجمع زیادہ ہوتا اور آواز نہیں پہنچ پاتی یا زجر مقصود ہوتا تو تکرار فرماتے (۴۵)

حواشی

(۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب فضل العلم، ج ۱، ص ۱۴

(۲) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من سُئل علماً و ھو مشتعل فی حدیثه ج۱، ص۱۴

(۳) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء ج ۳، ص ۵۲

(۴) ابن حجر عسقلانی، فیض الباری، دار الفکر بیروت۔ ج ا، ص ۱۴۲

(۵) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء۔ ج ا، ص ۱۴

(۶) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من سُئل علماً و ھو مشتعل فی حدیثه ج۱، ص۱۴

(۷) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، الادب المفرد۔ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۱ھ

(۸) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من رفع صوته بالعلم ج۱، ص۱۴

(۹) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع و ترتیب محمد شاہد خان، مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱، ص ۱۶۶

(۱۰) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع و ترتیب محمد شاہد خان، مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱، ص ۱۶۸

(۱۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء "باب طرح الامام المسئلة علی صحابه لیختبر ماعندھم من العلم" ج ۱۳، ص ۱۳۴

(۱۲) ایضاً